روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | منگل ۲۴۔ شعبان ۱۴۱۱ھ، ۱۲۔ امان ۱۳۷۰ہش، ۱۲۔ مارچ ۱۹۹۱ء | نمبر ۵۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہود کو استعمال کرنے کی غلطی

"آخری سازش یہی ہے کہ یہود کو ہمیشہ کیلئے مسلمانوں سے انتقام لینے کیلئے، ان کو دبانے کیلئے استعمال کرتے رہو اور یہود کا غصّہ جو ہمارے (مغربی ملکوں) کے خلاف ہے وہ مسلمانوں پر اترتا رہے گا۔ لیکن جیسا کہ مَیں آئندہ بیان کروں گا یہ بڑی سخت بیوقوفی ہے مغرب کی۔ وہ دھوکے میں ہیں، وہ دھوکہ کھائیں گے اور اس وقت ان کو پتہ لگے گا کہ ہم کیا غلطیاں کر بیٹھے ہیں۔ جب یہود کلیتہً اُن کے ہاتھوں سے نکل چکے ہونگے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں، بلکہ ایسی قوّت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمّت اور قوّت تبدیلِ اخلاق میں صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوّت اور دلیری ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۸۸-۸۹)

"مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاقِ سیّئہ کو چھوڑ کر عاداتِ ذمیمہ کو ترک کر کے خصائلِ حسنہ کو لیتا ہے اس کے لئے وہی کرامت ہے۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تُند مزاج اور غصّہ ور ان عاداتِ بد کو چھوڑتا ہے اور حِلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت، اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے، تو بیشک یہ کرامت ہے۔ اور ایسا ہی خودستائی اور خودپسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے، تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کرامتی بن جاوے۔ مَیں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے، تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو دُرست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے، جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۸۹-۹۰)

ہماری زندگی کا ہر لمحہ ذکرِ الٰہی سے معمور ہونا چاہیئے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"مَیں احبابِ جماعت کو بتا یہ رہا ہوں کہ ہماری زندگی کے ہر لمحہ میں ہر جہت سے خدا تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ اس لئے ہماری زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو خدا تعالیٰ کی یاد سے خالی ہو یا ذکرِ الٰہی سے معمور نہ ہو۔ کوئی ناسمجھ اپنی جہالت میں جو مُنہ میں آئے کہہ دے لیکن حقیقت یہی ہے کہ (دینِ حق) نے ہمیں بتا دیا ہے اور قرآن کریم نے کھول کر ہم پر واضح کر دیا ہے اس لئے کوئی عقلمند انسان اس علم کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ انسان کے لئے ایک لمحہ بھی خدا کے ذکر سے خالی رہنے کا کوئی جواز ہے۔ قطعاً کوئی جواز نہیں۔ بلکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی یاد میں گذرنے کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی نعماء کا بدلہ اور شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی محدود طاقتوں کے ساتھ غیر محدود نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے کہا جتنی تمہیں طاقت دی ہے اس سے زیادہ تم پر بوجھ نہیں ڈالوں گا لیکن اس نے یہ ضرور کہا کہ جتنی طاقت دی ہے اتنا بوجھ برداشت کر لینا تا کہ میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو سکو۔

پس ہم پر دو ذمہ داریاں ہیں۔ ہم سے مراد افرادِ جماعت احمدیہ ہیں جن کو مَیں نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہوں اور مجاز ہوں۔ ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ہماری زندگی کا کوئی لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زندگی کا ہر لمحہ معمور رکھنے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے دل میں یہ شدید تڑپ ہونی چاہیئے کہ انسانیت جو (دینِ حق) سے دُور پڑی ہوئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے خدا تعالیٰ کی ہدایت وہی پائے گا جو اس کی طرف جھکے گا۔ اس لئے یہ دعا ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا کرے وہ

باقی صـ ۲ پر

ربوہ ۔ ۸۔ مارچ۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں محترم مولانا محمد الدین ناز صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ دیا جس میں انہوں نے سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵۔ فروری ۱۹۹۱ء بمقام لندن پڑھ کر سنایا۔ یہ خطبہ الفضل کی اشاعت ۵۔ مارچ ۹۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ میں حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے خلیج کی جنگ کے بارے میں تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ خلیج کی جنگ دراصل مسلمانوں سے بدلے لینے کی مغرب کی پرانی خواہش کا ایک ردِّ عمل ہے۔ اور اس کا مقصد اسرائیل کو عراق جیسے طاقتور ملک سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دینا تھا۔

درخواستِ دُعا

مکرم مرزا عبد الصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز لکھتے ہیں کہ "ہماری والدہ دل کے آپریشن کے بعد ہسپتال سے گھر آگئی ہیں آپریشن کی وجہ سے ابھی درد بہت زیادہ ہے۔ احبابِ جماعت سے والدہ کی کامل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔"

مکرم امیر صاحب مقامی قادیان نے اطلاع دی ہے کہ مکرم مولوی محمد اللہ صاحب درویش قادیان بعارضہ دمہ، ہائی بلڈ پریشر سخت علیل ہیں۔ بیماری میں افاقہ نہ ہونے کے باعث آکسیجن لگوانے کا ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے جس کے باعث بٹالہ یا امرتسر داخل کرانے کا کہا گیا ہے موصوف ابتدائی درویشان میں سے ہیں۔

مکرم عبید العظیم صاحب درویش کی علالت کی بھی اطلاع ملی ہے۔ ان درویشان کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے احباب کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔

(ناظر خدمتِ درویشان)

اسیرانِ راہ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲- امان ۱۳۷۰ہش ۱۲- مارچ ۱۹۹۱ء

زندگی کے مختلف دَور

انسانی زندگی کے مختلف دَور ہیں۔ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا۔ اور ہر دَور میں اسی قسم کی باتیں سجتی ہیں جس دَور میں سے وہ گذر رہا ہوتا ہے۔ اگر چھوٹا سا بچہ جوانوں جیسے کام کرے تو اسے نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی طاقت سے زیادہ آگے بڑھ کر کچھ نہ کرے تاکہ اسے نقصان نہ پہنچے۔ اور اگر وہ بڑے بوڑھوں کی طرح لوگوں کو نصیحت شروع کرے تو سب اس پر ہنسیں گے۔ اسی طرح اگر جوان آدمی بچوں کی سی حرکات کرے یا بڑا بوڑھا بن بیٹھے تو لوگوں کو یہ بات عجیب سی لگے گی۔ اور معمّر لوگوں کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ بچوں کی طرح باتیں کریں یا ضرورت سے زیادہ جوش دکھا کر نوجوانوں جیسے کام کرنے لگیں تو عجیب بھی لگے گا اور نقصان کا خطرہ بھی ہوگا۔

لیکن اس بات سے ایک منطقی نتیجہ جو نکلتا ہے وہ ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ بچوں کو بچوں جیسے کام ضرور کرنے چاہئیں اور جوانوں کو جوانوں جیسے اور بوڑھوں کو بوڑھوں جیسے۔ اگر انسان اس بات کا خیال رکھے تو یقیناً اس کے لئے ہر کام میں آسانی بھی پیدا ہو اور اسے کامیابی بھی نصیب ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانی زندگی کے ان مختلف ادوار میں رازِ سربستہ یہ ہے کہ دنیا کے کاروبار زندگی کے لئے یہ سب دَور اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہیں اور معاشرہ کو صرف اسی صورت میں بہتر بنایا جا سکتا ہے کہ جو جس دَور میں ہے اسی طرح کا کام کرے۔ سیکھنے سکھانے پڑھنے پڑھانے۔ ذہن پر نقش بٹھانے کے لئے بچپن کا دَور مفید ہے۔ خوب سیکھیں۔ خوب پڑھیں۔ خوب سے خوب تر نقش ذہن پر بٹھائیں۔ اسی طرح وہ کام جن میں جسمانی طاقت کی ضرورت ہے وہ جوانی میں کرنے کے ہوتے ہیں۔ ان سے ہرگز گریز نہ کریں۔ محنت سے کام کرنے کو اپنی عادت بنا لیں۔ آپ خود بھی صحیح راستے پر رہیں گے اور دنیا کی ضرورت کو بھی اسی طرح پورا کر سکیں گے۔ اسی طرح بڑھاپے میں بچوں کا بھی خیال رکھیں اور جوانوں کا بھی۔ یہ آپ کا فرض ہے۔ اسے ادا کریں اور خوش اسلوبی سے ادا کریں

الغرض زندگی کے ہر دَور کے مطابق زندگی گذاریں۔

تیرے سَر میں سما گئی نخوت
تیری باتوں میں آگئی نفرت
تُو نے ماری ہے راستی پر لات
جھوٹ بن جائے گی تری عادت

ابوالاقبال

آنسوؤں کی اِسقدر بہتات کس کی دین ہے
سوچتا ہوں شدّتِ جذبات کس کی دین ہے

بھرتے بھرتے میرا دامن ہو گیا ہے تار تار
اس پھٹی جھولی میں یہ خیرات کس کی دین ہے

کس نے ذرّہ کو عطا کر دیں درخشندہ صفات
کون دیتا ہے تشخّص، ذات کس کی دین ہے

مَیں نے آنکھیں بھی نہ کھولی تھیں کہ وہ آئے نظر
جلوۂ نادیدہ کی سوغات کس کی دین ہے

رات کے مفہوم میں شامل ہے ظُلمت کا مزاج
چاند تاروں کی حسیں بارات کس کی دین ہے

تم خموشی سے چلے آتے ہو جب پچھلے پہر
تم ہی بتلاؤ کہ ایسی رات کس کی دین ہے

کل کی مایوسی کا سہرا کس کے سر بندھنے لگا
آج کے بدلے ہوئے حالات کس کی دین ہے

مجھ پہ الزامات کا طومار، سازش تو نہیں؟
مل رہے ہیں مجھ کو جو درجات کس کی دین ہے

ہم کو نفرت سے ہے نفرت اور محبت سے ہے پیار
کیا کہیں یہ خوبیٔ عادات کس کی دین ہے

جیت جانے سے مجھے کچھ بھی نہ مل سکتا نسیمؔ
مات سے سب کچھ ملا۔ یہ مات کس کی دین ہے

نسیمؔ سیفی

بقیہ: صـ۱ سے آگے

بھی انابت الی اللہ کی توفیق پائیں اور اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر عظیم احسان کئے ہیں۔ آپؐ نے انسان کو خدا سے ملا دیا۔ خدا تعالیٰ کرے بنی نوع انسان آپؐ کے ان احسانوں کو سمجھیں اور آپؐ کو درود بھیجنے لگیں اور لوگ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ معمور رکھیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱- مارچ ۱۹۷۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتے ہیں رب العالمین خدا وہ ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں لازماً وہ تمام خطرات اور حوادث سے بچاتے ہوئے مجھے منزلِ مقصود پر پہنچائے گا۔ اور مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے پیدا کرے اور ایک مقصدِ عظیم کے لئے کھڑا کرے اور پھر اپنی محبت کا ہاتھ پیچھے ہٹالے اور مجھے حوادث کا شکار ہوتے دے۔ اس کی صفت خلق اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ کامیابی بھی اسی کی طرف سے آئے کیونکہ جو ہستی اپنے معرضِ وجود میں آنے کے لئے دوسرے کی محتاج ہے وہ ترقی کے وسائل اور ذرائع بھی خود بخود مہیا نہیں کر سکتی بلکہ اس کے لئے بھی وہ اپنے خالق کی ہی محتاج ہوگی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے میں اگر کوئی مکان بناؤں تو جب تک میں اس میں دروازے نہ لگاؤں جب تک میں اس میں کھڑکیاں نہ رکھوں۔ جب تک میں اس میں طاقچے اور روشندان نہ بناؤں اس وقت تک اس مکان میں نہ دروازہ لگ سکتا ہے نہ کھڑکی لگ سکتی ہے، نہ طاقچہ اور روشندان بن سکتا ہے۔ کیونکہ وہ میرا مکان ہے۔ اور میں نے ہی اسے بنایا ہے۔ اسی طرح جب انسان کو رب العالمین خدا نے پیدا کیا ہے تو رب العالمین خدا ہی جب تک اس کی مادی اور روحانی ترقی کے سامان مہیا نہ کرے اس وقت تک وہ جسمانی اور روحانی طور پر کیسے ترقی کر سکتا ہے۔

ان الفاظ میں حضرت ابراہیمؑ نے جہاں اپنی قوم کو اپنے غلبہ اور ترقی کی خبر دی ہے اور اپنے اس یقینِ محکم کا اظہار کیا ہے کہ میرا خدا مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ بے شک میرا چچا مجھے چھوڑ دے۔ میرے بھائی مجھے چھوڑ دیں۔ میرے دوست مجھ سے الگ ہو جائیں میری قوم مجھ سے کنارا کر لے پھر بھی رب العالمین جس کے کنارِ عاطفت میں میں نے اپنی زندگی بسر کی ہے اور جس کی گود میں میں نے پرورش پائی ہے مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا اور ہمیشہ مجھے عزت اور کامیابی اور غلبہ بخشے گا۔ ہاں آپ نے اپنی قوم کو اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہیں اپنی پیدائش کے مقصد پر غور کرنا چاہیئے اور اپنی زندگی کو رائیگاں نہیں کھونا چاہیئے۔ آخر اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ اسے کسی اور ہستی نے پیدا کیا ہے مگر بہت کم لوگ ہیں جو اس بات پر غور کرتے ہیں کہ انہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے وہ دنیا کی رعنائیوں اور دلچسپیوں میں کچھ ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں اور اور سوالات تو پیدا ہوتے رہتے ہیں مگر ان کے دلوں میں اگر سوال پیدا نہیں ہوتا تو صرف یہی کہ وہ کیوں پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے بہت سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ ایسے جنگلوں میں جہاں کوئی آبادی نہیں ہوتی اور ایسے پہاڑوں میں جہاں انسان کا پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شاذ و نادر ہی کوئی انسان وہاں پہنچ سکتا ہے۔ نہایت دلکش اور خوبصورت پھول کیوں پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر ہزاروں قسم کے کیڑے برسات کے موسم میں نکلتے ہیں۔ ان کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح سمندروں میں جھینگر اور دوسرے بعض بدشکل سمندری جانور پیدا کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ پھر قسم قسم کی جڑی بوٹیوں کو اتنی کثرت سے کیوں اگایا گیا ہے اور زمین پر رینگنے والے کیڑے سانپ کنکھجورہ وغیرہ کیوں پیدا کئے گئے ہیں۔ غرض سمندر اور زمین پر اور ہوا میں ہزارہا ایسی چیزیں ہیں جن کے متعلق انسان سوال کرتا ہے کہ وہ کیوں پیدا کی گئی ہیں۔ دشوار گذار پہاڑوں میں جہاں انسان بڑی مشکل سے پہنچتا ہے بعض اوقات نہایت خوبصورت پھولوں کا نظارہ انسان دیکھتا ہے تو اس کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے مقام پر اس قسم کے خوبصورت پھول پیدا کرنے کی کیا غرض تھی۔ غرض اس قسم کے ہزاروں سوالات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی عقل کے مطابق ان سوالات کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ زہریلے کیڑوں یعنی سانپ وغیرہ کے زہروں سے اب بہت سی دوائیں تیار ہو رہی ہیں۔ جو نہایت سریع الاثر ثابت ہوئی ہیں یا یہ کہ دشوار گذار مقامات پر یہ خوش کن نظارے اسی لئے بنائے گئے ہیں کہ جو لوگ تکلیف، مشقت اور محنت برداشت کر سکیں وہی ان نظاروں کو دیکھیں ان سوالات اور جوابات سے پتہ لگتا ہے کہ انسان اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ دنیا میں ہر چیز کے پیدا ہونے کی کوئی وجہ اور غرض ہونی چاہیئے۔ مگر انسان کو کبھی یہ بھی خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیوں پیدا کیا ہے۔ اور میرے پیدا کرنے کی غرض و غایت کیا ہے۔ وہ اور چیزوں کے پیدا کرنے کی غرض و غایت معلوم کرنے کا بہت شوق رکھتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ میں کیوں پیدا کیا گیا اور میں اس غرض کو پورا بھی کر رہا ہوں یا نہیں۔ اور اگر میں پیدا نہ کیا جاتا اور اگر میرا وجود نہ ہوتا تو دنیا کو کیا نقصان ہوتا۔ دنیا میں اکثر لوگ ایسے ہیں جن کی زندگی ہوئی نہ ہوئی برابر ہوتی ہے۔ کیونکہ نہ انہیں اپنی زندگی کی غرض و غایت کا علم ہوتا ہے اور نہ وہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر تمام لوگ اس سوال پر غور کریں تو ان میں سستی اور غفلت اور کام کو ادھورا چھوڑنے کی عادت نہ رہے اور وہ ہر قسم کی قربانیوں سے کام لے کر اپنی روحانی ترقی کے لئے کوشش کریں۔ آخر غور کرو دنیا میں کتنے لوگ ہٹلر، نپولین اور تیمور بن سکتے ہیں نہ ساری دنیا ہٹلر بن سکتی ہے اور نہ ساری دنیا نپولین بن سکتی ہے اور نہ ساری دنیا تیمور بن سکتی ہے۔ کیونکہ دنیوی ترقی کا میدان بہت تنگ ہے لیکن ایک میدان ایسا بھی ہے جہاں ہر انسان اپنے آپ کو نمایاں کر سکتا ہے اور جتنا جی چاہے ترقی کر سکتا ہے۔ اور کسی کو نقصان پہنچائے بغیر اور کسی کا راستہ روکے بغیر ترقی کر سکتا ہے اور وہ خدا رسیدہ بننے کا میدان ہے اس میں کسی کے بڑھنے سے کسی دوسرے کا نقصان نہیں۔ اور پھر ہر پیشہ اور ہر درجے کا انسان خدا رسیدہ بن سکتا ہے۔ ایک بادشاہ اور اس کا بیٹا بھی خدا رسیدہ انسان بن سکتا ہے اور ایک فقیر بے نوا بھی خدا رسیدہ انسان بن سکتا ہے اور ایک نائی اور دھوبی بھی خدا رسیدہ انسان بن سکتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک اقلیم میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے۔ مگر اولیاء اللہ کا مقام وہ ہے کہ اقلیم تو کیا ایک گھر میں بلکہ ایک کمرہ میں بھی دس اولیاء اللہ رہ سکتے ہیں۔ اور اس میں کسی کا نقصان نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے راستے اتنے وسیع ہیں کہ ان میں کبھی تنگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جس طرح سمندر میں سے چڑیا چونچ بھر کر پانی لے جائے تو اس سے سمندر کے پانی میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے تعلق کا حال ہے۔ یہ اتنا وسیع خزانہ ہے کہ جس میں کمی کا کوئی امکان نہیں۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی اتنی محبت حاصل ہوئی کہ جس کی مثال باقی انبیاء میں نہیں ملتی۔ مگر اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے پاس ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو دینے کے لئے بھی محبت موجود تھی اور تمام صحابہؓ نے بھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کی۔ پس ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہنا چاہیئے کہ ہماری پیدائش کی غرض کیا ہے۔

---

۷ نومبر ۱۹۵۰ء بعد نمازِ عصر ۱۴ روزہ تربیتی کورس (خدام الاحمدیہ) کے اختتام پر حضور نے انعامات تقسیم فرمانے کے بعد۔ تمام نمائندگان سے جنہوں نے تربیتی کورس پاس کیا تھا مندرجہ ذیل عہد لیا۔ حضور نے فرمایا:۔

کیا آپ لوگ اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ جو باتیں آپ نے یہاں سیکھی ہیں ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور اپنی اپنی جماعتوں میں ان اسباق اور تعلیموں کو پھیلانے کی کوشش کریں گے اور زیادہ سے زیادہ اخلاص خود بھی دکھائیں گے اور دوسروں میں بھی اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کریں گے سب نمائندگان نے بیک زبان اِی واللہ کہا۔

ذیابیطس کے مریض

○ ان اشیاء میں سے ایک کو ہر کھانے میں شامل کر سکتے ہیں۔ مثلاً گوشت چکنائی کے بغیر۔ مرغی پوست کے بغیر۔ مچھلی۔ انڈے پنیر۔ مسور یا مونگ کی دال یا سویابین۔

○ ان اشیاء میں سے چند کو ہر کھانے میں شامل کر سکتے ہیں۔ ڈبل روٹی (ترجیحاً بغیر چھنے آٹے کی) دلیہ۔ کارن فلیکس۔ گاجر۔ چقندر۔ شلجم۔ کیلا۔ تربوز۔ سنگترہ۔ شریفہ سیب۔ خوبانی۔ آلو بخارہ۔ آڑو۔ امرود۔ پتیسہ۔ چیکو۔ خربوزہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد سعید خالد مربی سلسلہ

ماں کا وجود

آنحضرتؐ جب تشریف لائے تو اس وقت لوگ اپنے ہاں بیٹی کی پیدائش پر شرمندہ ہوتے تھے اور پیدا ہونے والی بیٹی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ نے آکر فرمایا کہ بیٹی زحمت نہیں اور شرمندگی کا موجب نہیں بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ بیٹیاں عطا فرمائے اور وہ ان کی صحیح تربیت کرے تو ایسا شخص جنت میں جانے کے لئے اپنی راہ ہموار کر لیتا ہے۔ یعنی عورت کی ابتدائی حیثیت یا پہلی حیثیت سے ہی آپ نے اس کی اہمیت بتائی اور عزت اور وقار قائم فرمایا۔

پھر بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بھی تلقین فرمائی جو کہ عورت کا ایک دوسرا روپ ہے اور خود اپنی حیات مبارکہ میں اپنی ازدواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک فرما کر ہمارے لئے عملی نمونہ چھوڑا۔ اور فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میں اپنے اہل کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

بحیثیت بہن بھی عورت کا مقام ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔

لیکن اس وقت عورت کی اس حیثیت پر کچھ سپرد قلم کرنا مقصود ہے جس کو ماں کہتے ہیں۔ اور جس کا نام زبان پر آتے ہی ایک عجیب کیفیت محبت کی انسان پر وارد ہوتی ہے۔ اس کیفیت کو کسی نے اپنے جذبات کے اظہار پر یوں بیان کیا کہ

"جب آپ (ماں) کا نام لیتے ہیں تو ہمارے ہونٹوں سے پھول جھڑنے لگتے ہیں"

کیا ہی پیارا اظہار ہے اس کیفیت کا جو ماں کے لفظ کے ساتھ انسان پر طاری ہوتی ہے۔

آنحضرتؐ نے اس رشتہ کی اہمیت ہم پر یوں واضح فرمائی کہ۔

"جنت ماں کے قدموں تلے ہے"

کہتے ہیں عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ لہذا سمجھ رکھنے والوں کے لئے تو صرف ایک یہ ارشاد ہی کافی ہے اور اس سے ماں کے مقام کو آسانی کے ساتھ پہچانا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ جس طرح ماں کے رشتے کا تقدس ہے اس طرح بعض لوگ اس کا احترام نہیں کرتے ظاہر طور پر بھی اگر کسی شخص کو کہیں سے مال و دولت یا فائدہ پہنچنے کی امید ہو تو وہ اس کی ہزار خوشامد کرے گا دن رات ایسے طریقے سوچے گا جس سے اسے خوشی پہنچائی جا سکے۔ اگر کسی بڑے افسر سے یہ امید ہے کہ اس کی خوشامد سے ترقی مل سکتی ہے تو اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی بلکہ دفتری کام کاج کے علاوہ افسر کا ذاتی کام کاج بھی بڑی خوشی سے کیا جائے گا اور بعض اوقات تو یہاں تک بھی ہوتا ہے کہ صرف مال اور جائیداد کو حاصل کرنے کے لئے والدین کا وقتی طور پر احترام کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ جب تک جائیداد ہمارے نام نہیں ہو جاتی ان کی عزت و احترام کرنا ہماری مجبوری ہے۔ یہ سوچ کا طریقہ سراسر اس مقدس رشتہ کی توہین ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ دنیا کے حصول کے لئے تو ہم سب تکلیفیں برداشت کر لیتے ہیں لیکن آخرت کی کوئی فکر نہیں۔ کیوں یہ نہیں سوچا جاتا کہ چونکہ خدا اور اس کے رسول نے ماں کی عظمت قائم فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ "ماں باپ کے سامنے اُف تک مت کہو۔" لہذا ہم ان کا احترام کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ لہذا والدین کی خدمت کرتے وقت نیت حصول جائیداد نہیں بلکہ حصول رضائے الٰہی ہونی چاہیئے تب ہی ہم اس جنت کے وارث بن سکتے ہیں جس کو ماں کے قدموں میں رکھا گیا ہے۔ ایک موقع پر جب آنحضرتؐ سے یہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے تو آپؐ نے تین مرتبہ ماں کا نام لیا۔ اور چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تیرا باپ۔ اور حقیقت میں بھی اگر انسان غور کرے تو اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ ماں نے پیدائش سے لے کر اس کے بڑے ہونے یا بالغ ہونے تک اس کے لئے کتنی مشکلات برداشت کیں۔ اگر ایک مرتبہ بھی کوئی اپنی پوری زندگی میں ماں کے احسانات کی فہرست بنائے تو ناممکن ہے کہ وہ ایسا کر سکے۔ لیکن اگر کوئی اپنے خیال کے مطابق ایسا کر بھی لے تو اس کے لئے ان احسانات کا بدلہ چکانا تو بالکل ہی ناممکن ہے۔

ایسے والدین بھی دیکھے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے لیکن اس کے باوجود والدین کی حالت کچھ بہتر نہیں ہوتی۔ ایسے والدین بھی ہیں جو اس قابل نہیں کہ آخری عمر میں خود کما سکیں۔ لیکن پھر بھی تمام تر مشکلات کے باوجود انہیں یہ کرنا پڑتا ہے۔ ایک لمحہ کو انسان کو یہ تو سوچنا چاہیئے کہ بچپن سے لے کر لڑکپن اور پھر جوانی تک ماں کا ہی وجود ایک ایسا وجود رہا جس نے راتوں کو جاگ کر اس کا خیال رکھا۔ گھر سے باہر نکلا تو ہزاروں دعائیں دیں کہ خدا تعالیٰ خیریت سے گھر واپس لائے۔ اور جب تک گھر نہیں لوٹا دعائیں کرتی رہی اور اگر رات کو گھر سے باہر دیر ہو گئی تو ماں کا ہی وجود تھا جو اس وقت تک جاگتی رہی اور دعائیں کرتی رہی جبتک کہ وہ واپس گھر نہیں پہنچ گیا اور انہی دعاؤں کے طفیل جو والدہ نے ساری عمر بچے کے لئے کی ہوتی ہیں جب بچے جوان ہوتے ہیں اور خود کفیل ہو جاتے ہیں۔ اپنے گھروں والے ہو جاتے ہیں۔ تو والدین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں یہ ہر گھر کا معاملہ ہے۔

بس خدا ہی ہے جو ہمیں صحیح سوچ عطا فرمائے اور والدین کی عزت اور احترام کرنے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور وہ جنت جس کو خدا تعالیٰ نے ماں کے قدموں تلے رکھا ہے ہم حاصل کرنے والے ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ہے نہایت ہی بدقسمت ہے وہ شخص جس نے اپنی زندگی میں بوڑھے والدین کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔" خدا تعالیٰ ہمیں اس بدقسمتی سے بچائے اور والدین کی خدمت کر کے جنت میں جانے کی راہ آسان فرما دے۔

جہاں ہم نے والدین اور خاص طور پر والدہ کی عزت اور احترام اور مقام کے بارے میں کچھ جانا وہاں اس مضمون کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور ایک اور سوال بھی ہے جو یہ سب کچھ جان لینے کے بعد انسانی ذہن میں پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر والدہ کو اس قدر اہمیت کیوں دی گئی اور ایک اخروی نعمت اور سب سے بڑی نعمت ماں کے قدموں میں کیوں رکھ دی گئی جس کے لئے ساری زندگی انسان دنیا میں کوشش کرتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ والدہ ہی وہ ابتدائی مدرسہ ہے جہاں پر انسان اپنی زندگی کی بنیادی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اس سمت کا تعین کرتا ہے جس طرف اس نے اپنی زندگی کے باقی ایام میں جستجو کرنی ہوتی ہے۔ سو یہ ماں ہی ہے کہ چاہے تو اپنے بچے کو جنت کے راستے پر لگا دے اور چاہے تو سیدھے راستے کی مخالف سمت چلا دے۔ سو چونکہ کافی حد تک ماں کے بس میں ہوتا ہے کہ اولاد کو جنت کے راستے دکھا کر اس کا حصول اولاد کیلئے آسان بنا دے اس لئے ماں کے قدموں میں جنت ہے کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ سو اس لحاظ سے ماں کی بھی ایک عظیم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دنیاوی نعماء کے علاوہ اس جنت کا وارث بھی بنائیں جو ان کے قدموں تلے ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو کسی جرم میں سزائے موت سنائی گئی اور تختہ دار پر لٹکانے سے قبل اس سے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے کان میں کوئی بات کہنا چاہتا ہوں۔ جب والدہ کو قریب لایا گیا تو کان میں بات کرنے کی بجائے اس نے والدہ کے کان کو کاٹ کھایا۔ اس سے جب سوال کیا گیا کہ تم نے آخری وقت میں ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ اگر میری یہ والدہ بچپن سے میری صحیح تربیت کرتی اور اچھائی اور برائی کی تمیز سکھلاتی اور برے کاموں سے روکتی تو آج یہ دن مجھے دیکھنا کبھی نصیب نہ ہوتا۔

سو اس لحاظ سے والدہ کی یہ نہایت اہم ذمہ داری ہے کہ شروع سے ہی وہ اپنی اولاد کی حفاظت کرے اور صحیح راستے پر چلائے اور اس نعمت کا جو خدا نے اس کے قدموں تلے رکھی ہے صحیح حق ادا کرے۔ حضرت ہاجرہؑ کے واقعہ میں بھی تمام ماؤں کے لئے ایک بہت عظیم سبق ہے۔ کہ جب ایک ایسی ویران جگہ پر جہاں پر نہ کھانے کو کچھ تھا اور نہ پینے کو اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پیاس کی شدت کے ساتھ زمین پر ایڑیاں رگڑنی شروع کر دیں تو حضرت ہاجرہ بے قرار ہو کر کبھی ادھر بھاگتیں کبھی ادھر بھاگتیں یہاں تک کہ صفا اور مروہ جیسی پہاڑیوں کے سات چکر لگا ڈالے تو تب خدا تعالیٰ نے ایک پاک چشمہ ان کو عطا کیا۔

سو تمام ماؤں کے لئے اس میں سبق ہے کہ حضرت ہاجرہ کی طرح اپنی اولاد کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے وہ اسی طرح بھاگیں اور کوشش کریں جس طرح حضرت ہاجرہؑ نے کوشش کی تھی اور جس طرح حضرت ہاجرہؑ اولاد کی محبت میں بے قرار

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں محمد ابراہیم

الفضل سے وابستگی

الفضل ہماری جماعت کی پہچان ہے اور اس سے دلچسپی اور وابستگی ہر احمدی کا خاص وصف۔ مجھے الفضل کو پڑھتے ساٹھ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو چکے ہیں۔ میں جب دسویں جماعت کا طالب علم تھا اسی زمانہ سے الفضل کا قاری ہوں۔ الفضل جن ادوار سے گذرا اس کی مختلف ادوار میں جو شکل رہی اس میں جن بزرگوں نے مضامین یا نظمیں لکھیں۔ وہ سب کچھ میری نظروں کے سامنے ہے۔ اوائل میں الفضل ہفتہ وار۔ پھر ہفتہ میں دو بار۔ اور اس کے بعد روزنامہ بنا۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور قادیان گیا تو اس کے ایڈیٹر منشی غلام نبی صاحب بلانوی تھے۔ ان کی تعلیم واجبی تھی۔ انہوں نے پوری لگن اور محنت سے کام لے کر حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی کی خواہش کے مطابق ادارت کے معیار کو بلند رکھنے کی سعادت پائی۔ الفضل کو روز اوّل سے ہی یہ فخر حاصل رہا ہے کہ امام ہمام اس کے معیار اور اس میں شائع ہونے والے مواد کا ایک ایک لفظ پڑھتے تھے۔ چنانچہ مجھے خوب یاد ہے۔ حضرت امام جماعت ثانی نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ کہ ایک مجلس میں جس میں سر سکندر حیات اس وقت کے گورنر پنجاب بھی شامل تھے۔ الفضل کے اخلاقی اور دیگر ثقہ پہلوؤں کا ذکر آیا تو شرکاء مجلس نے الفضل کو ایک ایسا اخبار قرار دیا۔ جو غیر معیاری اور اخلاق سے گرے ہوئے اشتہارات شائع نہیں کرتا کیونکہ یہ وطیرہ عام طور پر ایسے اخبارات اختیار کرتے ہیں جن کا مقصود مالی منفعت ہو۔ بایں ہمہ حضرت امام جماعت اس میں شائع ہونے والے اشتہارات پر بھی گہری نظر رکھتے۔ جس کی وجہ سے الفضل کا معیار ہمیشہ معیاری اور منفرد رہا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ الفضل جماعت احمدیہ کی جسمانی لوازمات کی طرح روحانی اغراض کے حصول کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے اور الفضل کو دیکھتے ہی ہر شخص اس کے مندرجات پر ایک نظر ڈالنے کے لئے بیتاب ہو جاتا ہے۔ الفضل آجائے۔ دو چار دوست اکٹھے بیٹھے ہوں گھر کے افراد ایک جگہ جمع ہوں تو مستعجل بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اس کے صفحات کا باری باری تبادلہ کرنے کا خاموش سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ میں یہ سطور لکھ چکا تو یاد آیا کہ حضرت امام دوم الفضل کا اس قدر باقاعدگی سے مطالعہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میری بیوی حضور کی خدمت میں حاضر تھیں۔ حضور الفضل ہاتھ میں لئے اس کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ ٹہلتے ٹہلتے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے مندرجات پر اظہار خیال بھی فرما رہے تھے۔ اس دن حضور کی ایک نظم بھی شائع ہوئی تھی۔ حضور نے میرے گھر والوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے میری نظم پڑھی۔ یہ بھانپ کر کہ امۃ الحی نے اخبار نہیں دیکھا ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا کہ اپنے میاں سے کہو کہ اپنے لباس پر جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس میں سے کچھ رقم بچا کر گھر میں الفضل لگوائیں۔ اس فقرہ سے حضور کی اس خواہش کی جھلک نظر آتی ہے کہ الفضل ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔

.. حضور کو جب کسی خطبہ۔ تقریر یا مضمون کی اشاعت کو جاذب نظر پیش کرنا مطلوب ہوتا تو ایڈیٹر کو ہدایت فرماتے کہ شہ سرخیاں لگا کر حضور سے منظور کروالیں مجھے یاد ہے ایک مرتبہ میں ایڈیٹر صاحب (منشی غلام نبی صاحب بلانوی) کے پاس بیٹھا تھا کہ انہیں ایک ایسی ہی ہدایت موصول ہوئی اس زمانہ کے لکھنے والوں میں سے اس وقت مجھے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب خاص طور پر یاد آرہے ہیں نظم لکھنے والوں میں قاضی محمد اکمل صاحب۔ حضرت مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب مقبول شعراء تھے۔ علماء سلسلہ میں سے جو عرصہ دراز تک علمی میدان میں معروف رہے اور جماعتی اغراض کی اپنے مضامین سے تکمیل کی۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب۔ حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب اس دور میں خاص طور پر منصہ شہود پر آئے حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب گجراتی اس دور کے گوہر نایاب تھے۔ اس زمانہ کے سبھی مضمون نگاروں پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی طرز تحریر کا رنگ چڑھ گیا تھا۔ ان کی تحریر میں شستگی حلاوت اور حقیقت پسندی صاف طور پر نظر آتی ہے اپنے مافی الضمیر کو نہایت ہی موزوں الفاظ میں جن میں صداقت اور حقیقت نمایاں نظر آرہی ہو حضرت میاں صاحب کا خاصہ تھا۔ اس دور کے شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر جن کا کلام آجکل الفضل میں کبھی کبھی شائع ہو کر ہمارے سامنے آجاتا ہے سلسلہ کے ایک پرانے قلمکار ہیں جن کی نثر بھی اس زمانہ میں شوق سے پڑھی جاتی تھی۔ حضرت شیخ روشن دین تنویر دورِ ثانی کے محبوب ایڈیٹر تھے۔ ان کے بعد مسعود احمد خاں صاحب دہلوی اپنی مرصع اور زوردار ادبی اور صحافی خصوصیات کے حامل تھے۔ دیگر ادیب اور شعراء جن کا کلام آجکل الفضل میں شائع ہو رہا ہے ہنوز ادبیات کے مسالک طے کر رہے تھے اور ان نسبتاً نوجوان شعراء کا نام سامنے نہیں آیا تھا۔ ان کا کلام جو آجکل الفضل میں شائع ہو رہا ہے اپنی جدت اور ندرت کی وجہ سے پرانے طرزِ کلام۔ نظم و نثر سے مختلف لیکن ضرورت وقت کے مطابق دوستوں سے داد و تحسین حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں وہ دوست جنہوں نے شہرت دوام حاصل کر لی ہے۔ ثاقب صاحب زیروی مدیر "لاہور" منفرد اور ممتاز طرز تحریر کے مالک ہیں۔ ان کے ساتھ محترم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے اور ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ خاص طور پر اس میدان میں شاہکار پیش کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کے بعض مضامین قادیان کا نقشہ جو انہوں نے قادیان کی موجودہ کیفیت کے پیش نظر قادیان کی زیارت کے بعد ایک مرتبہ کھینچا تھا۔ ان کی قوت تحریر کا شاہکار ہے۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب کے اس مضمون کی طرح جو انہوں نے حضرت امام ثالث کے پہلے دورہ افریقہ کے متعلق انصار اللہ کے جلسہ میں پڑھا تھا چوہدری صاحب بوجوہ الفضل میں مضامین کم ہی لکھتے ہیں۔ وہ لکھیں تو اپنے مخصوص عقیدت مندانہ انداز میں مزید اضافہ فرمائیں یہ وہ دور تھا جس میں اپنے محمد و علم کی بنا پر میں بھی "پانچوں سواروں" میں شامل رہا۔ موجودہ دور کی مخصوص کیفیت جو جائز طور پر موجودہ اداروں کا پیش خیمہ تھا اس میں نمودار ہونے والے محترم نسیم سیفی صاحب اس درخشندہ دور کے اولین ادبی اور جماعتی رنگ کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمات کی توفیق دے اور ہر لکھنے والے کو یہ سعادت بخشے رکھے کہ وہ ہر وقت سلسلہ کی اغراض و مقاصد کو سامنے رکھیں۔

اپنے بچوں سے حضور انور کو دعا کے لئے خط ضرور لکھواتے رہیئے۔

آنے والی نسلوں کو گناہ سے محفوظ رکھیں

گناہ ایک زہر ہے، جسے کھا کر کوئی انسان روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ احباب اپنے بچوں کی خصوصاً وقفِ نو کے لئے پیش کئے جانے والے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ اُن کا بچپن ہی سے گناہ سے نفرت اور نیکی سے پیار ہو جائے۔ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)۔ نے اپنے ایک خطاب میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو گناہ سے کیونکر محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ آپ کے ان قیمتی ارشادات کا ایک حصہ واقفین نو کے والدین کے استفادہ کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ذرا سوچو تو سہی کہ گناہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ کیا گناہ ورثہ سے نہیں پیدا ہوتے؟ وہ قومیں جو کوئی خاص کام کرنے والی ہوتی ہیں۔ اسی قسم کا میلان ان کی اولاد میں بھی پایا جاتا ہے۔ ایک ایسی قوم جس میں نسلاً بعد نسلٍ بہادری کی رُوح نہ ہو اور اُسے بہادر بنانے کی کوشش کی جائے وہ لڑائی کے وقت ضرور بُزدلی دکھائے گی۔ یا ویسی بہادری نہیں اُسی سے ظاہر ہوگی جیسی کہ ایک نسلی بہادر قوم سے ظاہر ہوگی تو گو اس قسم کی باتوں کی اصلاح ہو سکتی ہے، مگر پھر بھی ورثہ کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

اسی طرح گناہ، لالچ، غصہ، ڈر، محبت، خواہش کی زیادتی وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اب غور کرو کیا یہ وہی خصلتیں نہیں جو بچپن میں ہی بچے سیکھتا ہے؟ کیا وہ اس کی چھوٹی چھوٹی بے ضرر نظر آنیوالی عادتیں ہی نہیں ہیں، جو سارے گناہوں کا موجب ہوتی ہیں۔"

(منہاج ..... صفحہ ۵۱)

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے کے مذکورہ ارشاد کی روشنی میں ہمیں اپنے بچوں کے کردار کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ خصوصاً اُن بچوں کی کردار سازی میں والدین کو زیادہ فکر مند ہونا ضروری ہے جن کو انہوں نے وقفِ نو کی تحریک کے ذریعے تحفے کے طور پر اپنے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے نیت کی ہے۔ اس

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ

محترمہ سلیمہ بیگم، حیدرآباد، دکن کے ایک معزز تاجر سیٹھ محمد غوث صاحب کی بیٹی تھیں۔ ان کا اصلی نام تو احمدی بیگم رکھا گیا تھا۔ مگر سلیمہ پکارے جانے کی وجہ سے یہی نام مشہور ہوا۔ اور احباب جماعت انہیں سلیمہ بیگم حیدرآبادی کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ ان کے بچپن میں لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی تصور نہ تھا۔ مگر آپا سلیمہ کو لکھنے پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ والدہ صاحبہ کی نیم رضامندی اور والد صاحب کی طرفداری کی بنا پر گھر میں پانی بھرنے والے پرانے سقے سے قرآن مجید ناظرہ بعمر آٹھ سال ختم کیا اور فطری شوق کی بنا پر بہت جلد لکھنا بھی سیکھ لیا۔ اور روانی سے اردو لکھنے پڑھنے لگیں۔ آپ کے والد احمدیت قبول کر چکے تھے۔ اس زمانہ میں مولانا نیر صاحب دعوت الی اللہ کے جلسوں میں آیا کرتے تھے۔ چونکہ آپا سلیمہ کو جلسوں میں جانا بہت پسند تھا اس لئے والد صاحب اکثر انہیں ساتھ لے جاتے۔ یہاں تک کہ وہ خود تقریریں کرنے کے قابل ہو گئیں۔ حیدرآباد میں پڑھی لکھی خواتین نے ایک ادارہ قائم کر رکھا تھا۔ "حقوقِ نسواں" آپ بھی اس کی ممبر بن گئیں۔ اور عورتوں کے حقوق و فلاح و بہبود کے سلسلے میں کام شروع کر دیا۔ ایک مرتبہ اس ادارے نے مذہبی نوعیت کا ایک جلسہ منعقد کیا آپا جان نے بھی اس جلسہ میں اپنا موقف بیان کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ بعض "ہمدرد" خواتین نے انہیں باز رکھنے کی کوشش کی مگر یہ نہ مانیں۔ دوسرے دن اخبار میں اس جوشیلی خاتون کے بارے میں خوب گرما گرم خبریں لگیں۔ آپا سلیمہ بیگم کے شوہر اپنے خاندان کے اکیلے احمدی تھے۔ اور خاندان والوں سے ان کی مخالفت چلتی رہتی تھی۔ مگر آپا سلیمہ بیگم کی خوش اخلاقی، نرم رویے اور ہمدردانہ سلوک نے بہت جلد سسرال بھر کو ان کا گرویدہ بنا دیا۔ اور وہ آہستہ آہستہ انہیں اپنی تمام تقریبات میں شامل کرنے لگے۔ مگر آپا سلیمہ بیگم سختی سے کہہ دیتیں کہ دیکھو میں تمہاری رسومات میں شامل نہیں ہوں گی۔ بعد میں شکایت نہ کرنا۔ یہاں تک کہ ان میں سے اکثر خواتین خود بھی بدعات اور رسومات سے گریز کرنے لگیں دراصل ان کا لہجہ ہی اس قدر پر یقین اور موثر ہوتا تھا کہ سننے والا غیر محسوس طور پر قائل ہوتا چلا جاتا تھا۔ حیدرآباد دکن لجنہ کی سرگرم رکن ہونے کی بنا پر ویسے بھی لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سخت بیمار پڑیں حالت اتنی زیادہ خراب ہو گئی کہ چلنے پھرنے سے قاصر ہو گئیں مگر ڈاکٹر حیران تھے کہ اس عورت کی قوت ارادی کس قدر مضبوط ہے کہ یہ پھر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور قیام پاکستان کے بعد حسب عادت یہاں آکر اپنی سرگرمیوں میں لگ گئیں۔ ہمیشہ سے بہت ہمدرد اور ملنسار غریب پرور اور سخی خاتون تھیں۔ جب بیگم بشیر احمد صاحب صدر لجنہ کراچی سے انڈسٹریل ہوم کے لئے ان کا نام تجویز کیا گیا۔ تو اس لئے فوراً رضامند ہو گئیں کہ اس طرح غریب عورتوں کی کچھ دادرسی ہو سکے گی۔ اس زمانے میں انڈسٹریل ہوم میں بعض غیر از جماعت بہنیں بھی کام کرتی تھیں۔ ایک عورت جو بے اولاد تھی۔ اس نے بطور خاص آپا جان سے دعا کے لئے کہا۔ آپا جان نے حضور کو دعا کے لئے خط لکھا۔ اور خود بھی بہت دعا کی۔ اللہ کی قدرت کہ وہ صاحب اولاد ہوئی۔ اور ہمیشہ کہتی تھی کہ یہ محض آپ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ ورنہ میں تو مایوس ہو چکی تھی۔ اس طرح مالی استعانت کے علاوہ یہ انڈسٹریل ہوم ایک طرح سے تعارف کا ذریعہ بھی تھا خاندان والوں اور امامت سے عشق تھا۔ محترمہ امان جان بوا بہ انہیں خط لکھتی تھیں۔ آپا امۃ الحی صاحبہ سے تو بے حد بہنا پا اور دوستی تھی۔ آپا سلیمہ بیگم کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ حضور امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی والدہ صاحبہ، آپا مریم، کے تو ہم مستقل مہمان ہوتے تھے۔ ان کی بیماری میں لاہور میں ان کی تیمارداری بھی کی حضور اب بھی جب امی جان کو یاد کرتے ہیں۔ تو آواز بھرا جاتی ہے۔ آتے تو امی کو فون کرتے آپا میں آرہا ہوں۔ لیکن خدارا روئیں نہیں میں پانا کھانے آرہا ہوں۔ امی حضور کی آواز سن کر ہمیشہ رو دیتی تھیں۔ انہیں غالباً آپا مریم یاد آجاتی تھیں۔ اور یہ کہ ان کی حیات نے وفا نہ کی۔ اور وہ حضور کا یہ عروج نہ دیکھ سکے۔

۱۴ سال صاحب فراش رہیں مگر لجنہ کی خدمت اس حال میں بھی کرتی رہیں۔ ہر حالت میں نماز کی ضرور پابندی کرتیں روزہ اگرچہ بعد میں نہ رکھ سکتی تھیں۔ مگر دوسروں کو باقاعدہ اٹھوا کر روزہ رکھواتیں اور نہ رکھنے والوں سے ناراض ہوتیں۔ خاموشی سے لوگوں کی مدد کرنا ان کا شیوہ تھا۔ کسی کو پتہ بھی نہ چلتا۔ اور آنے والی کی ضرورت پوری ہو جاتی۔ اسی طرح ہر آنے جانے والی کی حسب توفیق تواضع کرتیں۔ تمام لڑکیوں کو اجلاس والے دن تاکید کر کے اجلاس میں بھجواتیں اور آخر وقت تک موقعہ محل سے گھر والوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تربیت یافتہ گھرانے کی تمام خواتین لجنہ کی فعال ممبرات ہیں اور اپنی بزرگ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کر رہی ہیں۔ آپا سلیمہ نے انڈسٹریل ہوم کی نگران کی حیثیت سے اس کے قیام کے وقت سے اس کی بندش تک خدمت کی۔ نیز ۶۳، ۱۹۶۲ء سے ۷۰، ۱۹۶۹ء تک نائب صدر لجنہ رہیں۔ اور جب تک حیات رہیں ایک فعال اور سرگرم ممبر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں انجام دیتی رہیں۔ آپا کی یہ خوبی تھی کہ اپنے بعد خدمت کا جذبہ رکھنے والی ممبرات کو کام کے لئے تیار کر گئیں۔ آپا کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(المحراب کراچی)

راشدہ رانا

مکرم رانا سعادت احمد

میرے پیارے ابو جان رانا سعادت احمد خاں صاحب تحریک جدید کے دفتر میں کام کرتے تھے آپ نے ۲۱ سال کی عمر میں دفتر جوائن کیا تھا۔ دفتر جوائن کرنے سے پہلے آپ نے اپنے ابو یعنی میرے دادا چوہدری برکت علی خاں صاحب (وکیل المال) سے اجازت طلب کی کہ وہ ان کو باہر کے ملک جانے دیں تاکہ وہ وہاں بہتر روزی تلاش کریں لیکن ہمارے دادا نے ان کو اس بات کی اجازت نہ دی بلکہ کہا کہ یہاں پر رہ کر دین کی خدمت کریں۔ چنانچہ فرمانبردار بیٹے نے باپ کی بات مانتے ہوئے اپنی ساری عمر جماعت کی خدمت میں گزار دی۔

آپا دفتر میں پہلے کسی اور عہدے پر تھے لیکن بعد میں آپا کو "کیشئر" کے عہدے پر فائز کر دیا گیا۔ اس عہدے کے لئے ان کو ایک ایسا ایماندار شخص کی ضرورت تھی اس کے لئے ہمارے ابو چنے گئے کیونکہ ہمارے ابو نہایت ایماندار محنتی اور نیک انسان تھے۔

حسب معمول ابو ۲۲، مارچ کی صبح کو بالکل ٹھیک ٹھاک دفتر جانے لگے تو میں اور میری بہن ابو سے لپٹ گئے اور پیسے مانگنے لگ گئے لیکن ابو نے کہا کہ اچھے بچے پیسے نہیں مانگتے لیکن ہم لوگ نہیں مانے اس پر ابو نے ہم کو ایک ایک چونی دے دی تو ہم خوشی خوشی سکول چلے گئے اور ابو دفتر ہمیشہ کے لئے واپس نہ آنے کے لئے۔ تقریباً ۱۲، ۱ بجے دوپہر کے قریب ایک شخص بلانے کے لئے آیا کہ ابو کی طبیعت خراب ہے جب بھائی اور امی گئے تو وہاں کچھ بھی نہ تھا سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔ آپ خود سوچیں کہ ان بچوں کا کیا حال ہو گا کہ جن کے ابو صبح بالکل ٹھیک ٹھاک اپنے دفتر گئے اور واپسی پر لوگوں کے کندھوں پر سوار آئے اس دن ہمارے گھر میں کہرام مچ گیا۔

اس دن ہم لوگ باہر کھیل رہے تھے کہ کسی نے آکر بتایا کہ تمہارے ابو فوت ہو گئے ہیں یہ سننا تھا کہ میری بڑی بہن فوراً بے ہوش ہو گئی کیونکہ اس کا دل کمزور تھا۔

ہم لوگ خدا کے فضل سے آٹھ بہن بھائی ہیں ۵ بہنیں اور تین بھائی ابو بہت زیادہ محبت کرنے والے باپ تھے خصوصاً بیٹیوں سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے، ہماری امی غصے کی ذرا تیز ہیں کبھی وہ بہنوں کو مارتی یا ڈانٹتی تھی تو ابو بہت خفا ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے بیٹوں کو جو چاہو کہہ لیا کرو لیکن بیٹیوں کو کچھ مت کہا کرو کیونکہ بیٹیاں تو ہوتی ہی پرائے گھر کی ہیں۔ جب کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو ابو ہمیشہ پیار اور محبت سے سمجھاتے تھے۔

ہمارے ابو اتنے زیادہ محبت کرنے والے تھے کہ بتا نہیں سکتی اس کی مثال میں آپ کو بتاتی ہوں۔ میری باجی نے جب پہلے پہل روٹی پکانا سیکھی تو صحیح طرح سے نہیں پکا سکتی تھیں۔ اس وجہ سے کوئی نہیں کھاتا تھا لیکن ہمارے ابو کہتے تھے کہ بیٹے آپ روٹی پکاؤ میں کھاؤں

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

ستارہ طلعت بنت مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب
ربوہ

خلیق بشیر ابن مکرم بشیر احمد چوہدری صاحب
۳۹/۱۶ - دارالرحمت وسطی - ربوہ

سعد ستار ابن مکرم عبدالستار صاحب
سیالکوٹ شہر

انصر احمد ابن مکرم محمد حفیظ صاحب
مٹھ بلوچاں ضلع شیخوپورہ

اعزاز احمد ابن منیر احمد انور صاحب
دارالیمن - ربوہ

محمد شیراز شوکت ابن ڈاکٹر شوکت علی صاحب
اورنگی ٹاؤن - کراچی

صبغۃ الرحمٰن ولد رفیق احمد صاحب
دارالنصر - ربوہ

عقیل احمد ابن مقصود احمد ندیم صاحب
کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ

مبارکہ خلیل بنت خلیل احمد صاحب
رحمت بازار - ربوہ

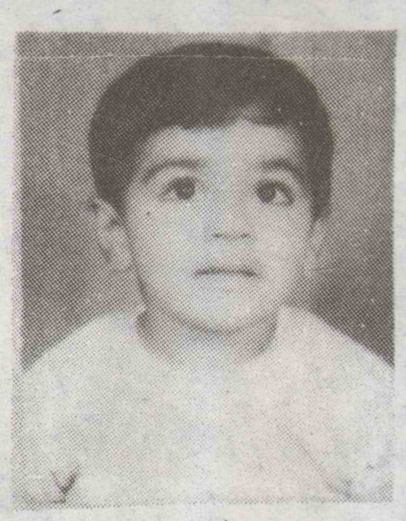

طاہر اکرم بھٹی ابن محمد اکرم بھٹی صاحب
چک نمبر ۳۷ جنوبی - سرگودھا

طاہر محمود ملہی ابن علی احمد ملہی صاحب
دارالفضل - ربوہ

فیصل امتیاز احمد ابن رفیق احمد صاحب
کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ

فرخ عندلیب باجوہ بنت محمد ابراہیم باجوہ صاحب
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ - کراچی

قاسم علی ابن ڈاکٹر ناصر علی صاحب
ایران

منصور احمد ابن انوار احمد انوار صاحب
چک ۱۲۸/۹-ل ساہیوال

فرزانہ شاہین بنت محمد اشرف صاحب
دارالنصر شرقی - ربوہ

امید ہے آپ اپنے وقف نَو بچّے کی پوری طرح نگہداشت بھی کرتے ہونگے - اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی - یہ بچّے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں احمدیت کے نئے نظام کو رائج کرنے میں ممد ثابت ہونگے - اور ہم سب کے لئے فخر کا باعث بنیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ شعبہ نمائش

لجنہ اماء اللہ۔پاکستان

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی سالانہ نمائش ۲۶۔۲۷ دسمبر کو دفتر لجنہ میں منعقد کی گئی۔ جس میں پاکستان کی ۲۶ مجالس نے شرکت کی۔ اس مقابلہ میں پوزیشنز حاصل کرنے والی مجالس

اوّل ربوہ
دوم سرگودھا

اور بقیہ تفصیل درج ذیل ہے۔

ہاتھ کی کڑھائی۔

اوّل ربوہ مکرمہ
بشریٰ تنویر صاحبہ دارالیمن غربی نمبر ۱۔
دوم کوئٹہ نمبر ۸،
دوم ربوہ شکیلہ صاحبہ
دارالنصر وسطی۔
سوم بہاولنگر نمبر ۸۔

مشین کی کڑھائی۔

اوّل ربوہ مکرمہ
پروین اختر صاحبہ دارالیمن
دوم فیصل آباد مکرمہ
طاہرہ شاہین صاحبہ۔
سوم سرگودھا نمبر ۴۲،

دو سوتی کی کڑھائی۔

اوّل ربوہ مکرمہ
عذرا شہبانہ صاحبہ دارالیمن
دوم کوئٹہ مکرمہ
حفظہ عمران صاحبہ
کروشیا۔
اوّل سیالکوٹ
دوم بھلوال نمبر ۳
دوم گوکھووال نمبر ۱۵،
سوم سرگودھا نمبر ۴۶،

ہاتھ سے بنائی۔

اوّل شاہ تاج شوگر ملز نمبر ۱۶،
دوم سرگودھا نمبر ۱۴،
سوم لاہور مکرمہ
ثریا بیگم صاحبہ
سندھی کڑھائی
اوّل قصور مکرمہ
امتہ الرؤف صاحبہ
دوم گوجرانوالہ مکرمہ
عابدہ گلزار صاحبہ
سوم کوئٹہ مکرمہ
ریحانہ سلطان صاحبہ
ڈوری کا کام
اوّل ربوہ مکرمہ
منصورہ صاحبہ دارالعلوم
دوم شیخوپورہ مکرمہ
فرح ناز صاحبہ
ایپلیک ورک ہاتھ سے
اوّل ربوہ مکرمہ
شمشاد اختر صاحبہ دارالنصر شرقی
دوم سرگودھا نمبر ۴۰،
سوم کوئٹہ نمبر ۱۳،

تنکے کا کام

اوّل فیصل آباد نمبر ۵،
دوم سیالکوٹ

پینٹنگ

اوّل مکرمہ حمائرم صاحبہ سرگودھا شہر

فینسی کام

اوّل ربوہ مکرمہ
امتہ الوحید صاحبہ دارالصدر۔
دوم فیصل آباد مکرمہ
مریم صاحبہ
چک جھمرہ مکرمہ
طاہرہ ناز صاحبہ۔

※۔ مندرجہ ذیل چھبیس (۲۶) مجالس نے نمائش میں شرکت کی۔

۱۔ ربوہ ۲۔ فیصل آباد
۳۔ شاہ تاج شوگر ملز ۴۔ قصور
۵۔ شیخوپورہ ۶۔ سیالکوٹ
۷۔ بہاولنگر ۸۔ کوئٹہ
۹۔ گوجرانوالہ ۱۰۔ پسرور
۱۱۔ لاڑکانہ ۱۲۔ راولپنڈی
۱۳۔ مری ۱۴۔ خانیوال
۱۵۔ احمد نگر ۱۶۔ ناصرات لاہور
۱۷۔ سرگودھا شہر ۱۸۔ چک ۱۱۶ سرگودھا
۱۹۔ بھلوال ۲۰۔ شہنگ
۲۱۔ P-A-F ۲۲۔ ۲۵ شمالی
۲۳۔ چک ۱۳ شمالی ۲۴۔ میرا بھڑکا
میرپور آزاد کشمیر
۲۵۔ گوکھووال ضلع فیصل آباد
۲۶۔ چک جھمرہ۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

تھیں اسی طرح ہر ماں اپنی اولاد کی محبت میں بے قرار ہو جائے اور یہ سوچے کہ جب اس دنیا میں وہ یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اولاد کو کوئی دکھ پہنچے تو خدانخواستہ اگر آخرت میں کوئی تکلیف پہنچے تو کیا ہوگا۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے اخبار نویسوں کو متنبہ کیا ہے کہ جمہوریت کو نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری اخبارات پر ہوگی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ بعض اخبارات ملک میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کو سبوتاژ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

○ اٹامک انرجی کمیشن پاکستان کے سربراہ مسٹر منیر احمد خان نے کہا ہے کہ امریکی امداد کے لئے پاکستان کو یورینیم ٹیکنالوجی کی تمام کوششوں کو ترک کرنا ہوگا اور کہوٹہ میں حاصل کی گئی تمام کامیابیوں سے دستبردار ہونا پڑے گا۔

○ جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم تشدد کی راہ اپنا کر سیاسی خودکشی کر رہی ہے۔ ایم کیو ایم نے کراچی کے شہریوں کو یرغمال بنا رکھا ہے

بقیہ: صـ۶ سے آگے

گا آپ وہی جلی ہوئی اور کچی روٹیاں کھا لیتے تھے بلکہ الغام بھی دیا کرتے تھے

ابو نہ صرف محبت کرنے والے باپ تھے بلکہ شوہر بھی بہت محبت کرنے والے تھے۔ ہماری امی کا کہنا ہے کہ شادی کے ۲۰، ۲۵ سالوں میں انہوں نے مجھ سے کبھی اونچی آواز میں بات تک نہ کی ہمیشہ نرم انداز میں بات کرتے تھے۔

ابو کا لفظ کس قدر میٹھا اور پیارا ہوتا ہے لیکن میں ایسی بدنصیب ہوں کہ اس سے محروم ہوں میں دس سال سے ابو کہنے کے لئے ترسی ہوئی ہوں۔

اس حادثہ کو دس سال کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن وہ منظر ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

آپ سب دعا کریں کہ اللہ میرے ابو کو اعلیٰ مقام دے اور میری والدہ کو صحت و سلامتی کی لمبی زندگی دے۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

لئے ضروری ہے کہ اُن بچوں کے والدین اس عمدگی سے اُن کی پرورش کریں کہ وہ مثالی کردار کے حامل ہو کر خدمتِ دین کا فریضہ ادا کرنے کے اہل بن جائیں۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ نے عراق پر دوبارہ بمباری کی دھمکی دی ہے۔ امریکی انٹیلی جنس نے بتایا ہے کہ عراقی حکومت نے کربلا اور نجف میں کیمیائی ہتھیار استعمال کرنے کی تحریری اجازت دے دی ہے۔ امریکہ نے کہا کہ اگر ایسے ہتھیار استعمال کئے گئے تو وہ عراق پر دوبارہ بمباری کریں گے۔

○ عراق کے ۲۹ شہروں پر باغیوں نے کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ ۱۲ شہر کردوں کے قبضے میں چلے گئے ہیں۔ باغیوں نے کھجوروں کے جھنڈ میں چھپائے گئے ۴۰ ہیلی کاپٹر اپنی تحویل میں لے لئے ہیں۔ عراقی فوج کے چالیس ٹینک تباہ کر دیئے گئے ہیں۔

○ امریکہ کے صدر بش نے کہا ہے کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں کسی مسئلہ کا حل پیش نہیں کرے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ عراق کی تعمیر نو کے لئے امریکی ٹیکس گزاروں کا پیسہ نہیں دیا جائے گا۔

○ صدام حسین قاتلانہ حملے میں بال بال بچ گئے تاہم انکے ہاتھ پر گولی لگی ہے۔ صدر کے محافظ نے حملہ آور کو موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔

ڈیفنس سوسائٹی میں پہلی بار
ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن
ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں
گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس
سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین
پتہ ماسٹر واچ کمپنی براچ نمبر ۲
5۔ سخی پلازہ مین بولیوارڈ
ڈیفنس سوسائٹی روڈ۔ لاہور

پتہ